Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | اتوار - ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ، ۱۸ نبوت ۱۳۶۹ ہش ، ۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۱۰

کارکنوں کے تقویٰ کا معیار بڑھائیں

"تمام امراء اور تمام عہدیداران کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی اپنی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ جہاں وہ اپنے لئے متقیوں کا امام ہونے کی دعا کریں۔ وہاں اپنے ماتحتوں کا تقویٰ کا معیار بڑھانے کی کوشش کریں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ ۔ الفضل ۸ نومبر ۱۹۹۰ء صہ ۲)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یاد رکھو کہ بُت پرستی، انسان پرستی، مخلوق پرستی کی سزا آخرت میں ہے۔ مگر شوخیوں، بدمعاشیوں، ظلم و تعدّی، غفلت اور اہلِ حق کو ستانے اور دُکھ دینے کی سزا اسی دنیا میں دی جاتی ہے۔ نوح کے وقت اب آیا اگر خدا تعالےٰ کے رسول کو نہ ستاتے تو وہ عذاب نہ آتا۔ یہ شوخی پر اس لئے عذاب آتا ہے کہ "ایک چور دوسرا چتر" دنیا دار المکافات نہیں۔ اس میں دست بدست سزا صرف اُسے ملتی ہے جو بدمعاشی کرے۔ جو شرافت کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہو تو اس کی سزا آخرت میں ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صہ ۱۲۳)

"صرف زبان کا اقرار تو خدا تعالےٰ کے نزدیک کچھ چیز ہی نہیں۔ ہم نے اکثر ہندو دیکھے ہیں کہ خیانت کرتے ہیں۔ کم تولتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ دنیا کی محبّت میں مرے جاتے ہیں۔ مگر زبان سے دوسری طرف یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ اجی صاحب دنیا فانی ہے ناپائیدار ہے۔

پس تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا تعالےٰ کے ارادے تمہارے ارادے ہو جاویں۔ اسی کی رضا میں رضا ہو۔ اپنا کچھ بھی نہ ہو۔ سب کچھ اس کا ہو جاوے۔ صفائی کے یہی معنے ہیں کہ دل سے خدا تعالےٰ کی عملی اور اعتقادی مخالفت اُٹھا دی جاوے۔ خدا تعالےٰ کسی کی نصرت نہیں کرتا۔ جب تک وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اس کی مرضی میری رضا میں فنا نہیں ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صہ ۱۳۶)

ہر احمدی اپنی صلاحیت اور استعداد کو آخری حد تک پہنچائے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"جس رنگ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے اس رنگ میں ہر احمدی کو محنت کرنی چاہیئے اور اپنی جدوجہد کو انتہا تک پہنچانا چاہیئے۔ ہر فرد کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے صلاحیت کی شکل میں اسے جو اصلی قوت اور اصل دولت عطا فرمائی ہے اس سے وہ اپنے دائرہ صلاحیت کے اندر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ اگر آج پاکستان میں بسنے والے احمدی ہی اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کو ان کی انتہا تک پہنچا دیں تو اسی سے ہمارے پیارے ملک کی کایا پلٹ جائے گی حالانکہ ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنی تھوڑی تعداد کے باوجود بھی اپنی صلاحیتوں کی نشوونما آخری حد تک پہنچا دیں جس کا مطلب یہ ہے جو زیادہ سے زیادہ دولت ہر چہار لحاظ سے کسی کو مل سکتی ہے وہ مل جائے تو پاکستان کی دولت میں اتنا اضافہ ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی اور طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکے گی لیکن اگر ہم وعظ تو سنتے رہیں مگر عمل نہ کریں اور اپنے اوقات کو ضائع کرتے رہیں اور ہمارے نوجوان جنہیں خدا تعالےٰ نے ذہن عطا فرمائے تھے وہ اپنے ذہنوں کو کند چھری کے ساتھ ذبح کرنے والے ہوں اور ہمارے وہ پیشہ ور دوست جنہیں اللہ تعالےٰ نے حسنِ عمل کی صلاحیت عطا فرمائی تھی وہ اس دنیا میں خوبصورتی اور حسن پیدا نہ کر سکیں پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ لیکن اگر ہم ایسا کر دیں تو پھر ہمارا ملک (اور پھر ساری دنیا لیکن اس وقت میں اپنے ملک کی بات کر رہا ہوں ویسے ہماری ذمہ داری ساری دنیا کی خوشحالی کی ہے) دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ایک امیر ترین ملک بن جائے گا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ جنوری ۱۹۷۲ء)

معلمین صف دوم کی کلاس

دفتر وقف جدید کے تحت حسب سابق ۱۵ جنوری ۹۱ء سے سہ ماہی تربیتی کلاس برائے معلمین صف دوم منعقد کی جا رہی ہے اس تحریک کی اولین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی زیادہ محتاج ہیں وہ اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس کے لئے بھجوائیں تاکہ تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کر سکیں۔

اس کلاس میں شامل ہونے والوں کے لئے عمر اور تعلیم کا کوئی خاص معیار نہیں۔ البتہ صحت اچھی ہو۔ قرآن مجید ناظرہ اور اُردو لکھنا پڑھنا اچھی طرح آتا ہو اور تعلیم و تربیت کا خاص شوق اور جذبہ ہو۔

کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کی درخواستیں ۳۱ دسمبر ۹۰ء تک معہ کوائف۔ نام۔ ولدیت۔ تاریخ بیعت۔ عمر۔ تعلیم وغیرہ مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ دفتر وقف جدید میں پہنچ جانی چاہئیں۔ دوران تعلیم قیام، طعام کا انتظام دفتر کے ذمہ ہوگا۔ البتہ بستر اور قرآن مجید اپنے ہمراہ لاویں۔

ناظم ارشاد وقف جدید

روس اور مشرقی یورپ کے ممالک کیلئے وقف عارضی سکیم میں شرکت کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے وقف عارضی کی سکیم جاری فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایسے افراد جو چند دنوں سے لے کر چند ہفتوں یا مہینوں تک کا وقت نکال سکتے ہوں اور اس مقصد کے لئے اخراجات برداشت کر سکتے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت سکیم میں حصہ لیں اور حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔ اس سکیم میں خود یا اپنے دوستوں یا اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حصہ لے سکتے ہیں اور سال میں کسی بھی وقت خود کو پیش کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸ ؍ نبوت ۱۳۶۹ ہش ۔ ۱۸ ؍ نومبر ۱۹۹۰ء

دوست کے کرنے کا کام

کوئی ہماری کسی خامی کا ذکر ہمارے منہ پر کر دے تو ہمیں کتنا برا لگتا ہے ۔ بعض اوقات تو دوستی کے تعلقات ہی منقطع ہو جاتے ہیں ۔ عام حالات میں ایسے شخص سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا ۔ خیال آتا ہے کہ اس سے اتنا بھی گوارا نہ کیا جا سکا ۔ اور پھر یہ خامی ہے ہی کتنی بڑی کہ اس سے رہا نہ گیا ۔

ہو سکتا ہے خامی کا اظہار طنز کے طور پر کیا گیا ہو ۔ پھر تو بہر حال برا لگے گا ہی ۔ ہو سکتا ہے محض سادگی کی بناء پر اس خامی کی طرف توجہ دلا دی گئی ہو ۔ اس صورت میں بھی ہم سمجھیں گے کہ یا یہ شخص سادہ ہے یا بیوقوف ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر طنز نہ کیا گیا ہو اور ہماری بہتری کیلئے ہماری کسی خامی کا ذکر کر دیا گیا ہو اور دل آزاری مقصود نہ ہو تو ہمیں ایسے دوست کا ممنون ہونا چاہیئے ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دوست خامی کا ذکر نہیں کرتے اسے برداشت کرتے رہتے ہیں اور پھر وہ خامی آہستہ آہستہ پختہ ہو جاتی ہے اور سب لوگوں کو کھٹکنے لگتی ہے ۔ اگر کسی دوست نے از راہِ محبت اس خامی کی طرف توجہ دلا دی ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا ۔ غیروں کے سامنے نکو نہ بننا پڑتا ۔

ہمارا سچا دوست وہی ہے جو ہمارے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور ہمدردی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ہمیں بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرے اور بہتر اسی صورت میں بنایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی خامی ہو تو اس کی طرف توجہ دلائی جائے ۔ اور جب اس طرح توجہ دلائی جائے تو ہمیں اپنے دوست کا ممنون ہونا چاہیئے ۔

اگر ایک شخص دوسرے شخص کا آئنہ بن جائے تو کتنی اچھی طرح خامیاں دور ہونے لگیں اور ممنونیت کے جذبات اجاگر ہونے لگیں ۔ آئنہ دوسروں کی خامیاں تو بتاتا ہے لیکن طنز نہیں کرتا ۔ بلکہ کچھ بھی نہیں کہتا ۔ ہاں زبان حال سے کچھ کہے تو اور بات ہے اور انسان اپنے چہرہ پر کوئی داغ دیکھ کر بغیر مزید غور کئے اسے صاف کرنے لگتا ہے ۔ آئنہ ہے بھی تو اسی لئے کہ ہم کیسے لگتے ہیں ۔ کہاں کہاں داغ ہیں اور کون سا حصّہ صاف شفاف ہے ۔ ہاں صاف شفاف کے لفظ سے ہمیں خیال آیا کہ دوست صرف خامی ہی کی طرف توجہ نہ دلائے بلکہ جس بات کی داد دی جا سکتی ہو وہ بھی دے ۔ یہی دوست کا کام ہے ۔

کوئی بھی اونچ نیچ ہراساں نہ کر سکے
اچھے برے کے ساتھ گذارہ ہے لازمی

لازم ہے احتیاط سے طے ہو ہر اک سفر
اور راستوں میں رہ کا اشارہ ہے لازمی

ابوالاقبال

○

تقدیروں کی بات پرانی ۔ تقدیروں کی بات نہ کر
الٹی ہو گئیں سب تدبیریں تدبیروں کی بات نہ کر

مجھ کو حدیثِ دل کہنے کو اِک دو پل ہی کافی ہیں
مجھ کو تو تمہید بہت ہے ۔ تفسیروں کی بات نہ کر

مَیں اُن کے قدموں میں بیٹھ کے لوٹ آؤں یہ کافی ہے
جھوٹی عزت کب پیاری ہے تحقیروں کی بات نہ کر

دیوانوں نے زنجیروں کو چوم کے اتنی بات کہی
زندانوں میں قسمت والے ۔ زنجیروں کی بات نہ کر

مَیں روؤں تو کھوئی ہوئی بھی میری بصیرت لوٹ آئے
دلگیروں کے روپ انوکھے ۔ دلگیروں کی بات نہ کر

سقراطوں نے زہر پیالے پینے کا جب عزم کیا
وہ دیوانے زندہ کب تھے شمشیروں کی بات نہ کر

شب جن کی زندہ ہو اُن کے دِن کا اُجالا کیا ہو گا
سب تقصیریں معاف ہیں اُن کی تقصیروں کی بات نہ کر

کانچ کے ٹکڑے خوب سنبھالے اور سجائے زعم تھا خوب
خاک میں جو پوشیدہ ہیں تو اُن ہیروں کی بات نہ کر

لوگوں نے تصویر سجائی ۔ وہ خود میرے گھر آئے
عظمت باہم مل بیٹھے ہیں تصویروں کی بات نہ کر

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

نادار اور یتیم بچّوں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کیلئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق نادار اور یتیم طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں ۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں ۔

(ناظر تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

سوویت یونین کی اقتصادی بدحالی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ایک دفعہ سفر فرما رہے تھے ۔ ایک سٹیشن پر آپ نے دیکھا کہ ایک ڈبے میں دو روسی افسر بیٹھے ہیں دونوں کی وردی کا کپڑا مختلف تھا آپ نے محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد جو اس وقت پرائیویٹ سکرٹری تھے سے فرمایا کہ وہ ان روسیوں کے پاس جائیں اور ان سے اس بارے میں بات کریں کہ ان کا ادعا تو یہ ہے کہ وہ سب کو ایک معیار پر لے آئے ہیں ۔ لیکن آپ دونوں میں سے جو افسر ہے اسکی وردی زیادہ بہتر کپڑے کی ہے ۔ اور جو ماتحت ہے اسکی وردی اس سے کم تر کپڑے کی ۔ ایسا کیوں ہے ۔ محترم درد صاحب نے جاکر ان دونوں روسیوں سے بات کی اور انہوں نے اس بات کا جو جواب دیا وہ نہایت غیر تسلی بخش تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ روسی جو کچھ کہتے رہے ہیں وہ کبھی کر نہیں پائے ۔ اب میخائل گورباچوف کی صدارت میں وہاں ایسی تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں جو انہیں دوسری دنیا کے دوسرے ممالک کے شانہ بشانہ کھڑی کر سکیں اقتصادی اصلاحات کے پروگرام کا نام پیرسٹرائیکا ہے اور اس کے ذریعے ان کا خیال ہے کہ کھلی منڈیوں میں اشیاء فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ انفرادی طور پر لوگوں کو کمانے اور جائیداد رکھنے کا حق دیا جائے اور دیگر تمام ایسی اصلاحات جن سے وہ آزاد ممالک کی طرح زندگی گذار سکیں کی جائیں پیرسٹرائیکا کی مخالفت بھی ہو رہی ہے لیکن بہر حال سرکاری طور پر اسے خاصی پذیرائی حاصل ہوئی ہے ۔ ایک بات جو سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ان اصلاحات کو صحیح طور پر نافذ کرنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا ۔ فوری طور پر تو اس سے اقتصادی اور معاشی حالت پہلے سے زیادہ پتلی ہو جانے کے امکانات ہیں ۔

ویسے بھی روس کے پاس ضروریات زندگی کی چیزیں اب اتنی کم ہیں کہ وہ دوسروں سے مدد مانگنے پر اتر آیا ہے ۔ روس اور دوسروں سے مدد ؟ اسکا تو کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ وہ سب لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے ۔ کہ روسی طریق زندگی بڑا اطمینان بخش ہے ۔ ہر شخص کو اسکی ضرورت کے مطابق چیزیں میسر آجاتی ہیں ۔ لیکن اب پتہ چلا کہ یہ کسی صورت بھی ممکن نہیں ۔ جہاں تک امداد حاصل کرنے کا تعلق ہے ۔ سوویت یونین جسے ہم عام طور پر روس ہی کہہ دیتے ہیں نے جاپان سے اپیل کی ہے کہ وہ طبی امداد کے لئے ہاتھ بڑھائے اور طبی امداد کے ساتھ ہی خورد و نوش کی اشیاء بھی ۔ لیکن یہ سب چیزیں ایمرجنسی کے طور پر دی جائیں تاکہ پیرسٹرائیکا کے عمل درآمد میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو ۔ جاپان سے یہ کہا گیا ہے کہ روس کی اسوقت اقتصادی حالت اپنی ٹرانزیشنل پیریڈ (TRANSITIONAL PERIOD) میں ہے اور اس ٹرانزیشنل پیریڈ میں دوسروں کی اقتصادی مدد کی ضرورت ہے تاکہ اقتصادی اصلاحات کو صحیح معنوں میں نافذ کیا جا سکے ۔ جو چیزیں اسوقت روس میں کمیاب ہیں انمیں ادویہ اور روزمرہ استعمال کی چیزیں اور خورد و نوش کی اشیاء شامل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ موسم سرما میں روس کی اقتصادی حالت اور بھی کمزور ہو جانے کا امکان ہے ۔ گذشتہ ماہ روس کے سفیر نے جاپان میں ایک لیکچر دیتے ہوئے اس اقتصادی امداد کی خواہش کی تھی اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روس نے آج تک کبھی امداد کے لئے ہاتھ نہیں پھیلایا ۔ خاص طور پر ایمرجنسی طور پر امداد کبھی نہیں مانگی ۔ لیکن اب کیفیت یہ ہے کہ پیرسٹرائیکا کا مستقبل صرف اس بات پر منحصر ہے کہ قوم کی روزمرہ کی ضروریات کس طرح پوری کی جائیں ۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ایک لمبے عرصے تک دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ کمیونزم کی اقتصادی پالیسی ہی دنیا کی بہترین اقتصادی پالیسی ہے ۔ لیکن اب یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے اور یہ ڈھکا چھپا راز نہیں رہا کہ کمیونزم کی اقتصادی پالیسی سب پالیسیوں سے زیادہ کمزور تھی اور اب یہ دھڑام سے زمین پر آگری ہے ۔ اگر اسکی مدد نہ کی گئی تو روس کسی طرح بھی اپنی شناخت قائم نہیں رکھ سکے گا ۔

کورازون کا باغی جرنیل

صدر کورازون اکینو نے اپنے خاوند کی ہلاکت کے بعد مارکوس کو ملک سے نکال کر اقتدار تو حاصل کر لیا لیکن انہیں آرام سے حکومت نہیں کرنے دی جا رہی ۔ پانچ چھ دفعہ ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جا چکی ہے ۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ ہر دفعہ بغاوت ناکام ہو جاتی ہے ۔ لیکن اتنی دفعہ بغاوت کا ہونا کسی بھی صدر کے لئے سکون کا باعث نہیں ہو سکتا ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کب کہیں سے بغاوت کی کوئی خبر آجائے ۔ اور پھر بغاوت کو فرو کرنے میں وقت بھی لگتا ہے اور پریشانی بھی ہوتی ہے ۔ اس وقت جس شخص کی بغاوت ان کے لئے درد سر بنی ہوئی ہے ۔ اس کا نام ہے الیگزینڈر نوبل اور وہ پہلے کورازون اکینو کے محل کے حفاظتی دستے میں کرنل کی حیثیت سے متعین تھا ۔

اس نے ایک بغاوت میں مدد دی ۔ بغاوت کے فرو ہو جانے کے بعد وہ جنگلوں میں بھاگ گیا ۔ اور اگرچہ عام طور پر جنگل کے فوائد کسی اور قسم کے گنوائے جاتے ہیں لیکن نوبل کے لئے جنگل اس کی پوشیدگی کا بہت بڑا ذریعہ ہے ۔ فوج کی پانچ بٹالین اس کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اور وہ اسے پکڑ نہیں سکتیں ۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے اور جہاں بھی جاتا ہے وہاں سے اپنے ساتھیوں کو پیغام بھیجتا رہتا ہے ۔ گذشتہ دنوں بھی اس نے ایک پیغام بھیجا جو راستے میں پکڑا گیا ۔ اس پیغام میں اس نے اپنے ساتھیوں کو کچھ مزید ہدایات دی ہوئی تھیں ۔

اس کا طریق کار یہ ہے کہ مارو اور بھاگ جاؤ ۔ جہاں پر وہ کوئی حملہ کرتا ہے وہاں سے جلد ہی کسی دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے ۔ یہ پیغام جو پکڑا گیا اس میں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ وہ لینڈ مائنز بچھا دیں اور گڑھے کھود کر انہیں بانس کے پتوں سے ڈھانپ دیں اور بعض لوگوں کو گولیاں چلانے کے لئے درختوں کے اوپر بٹھا دیا جائے تاکہ جو لوگ ان کی تلاش میں سرگرداں ہیں انہیں گولیوں سے بھونا جا سکے ۔ بعض قبیلے نوبل کی مدد کر رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس ۸۰ ایسے افراد ہیں جنہیں ایک رنگ میں فوجی ہی کہا جا سکتا ہے ۔ حکومت کے بعض کارندے اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ نوبل کا وجود ملک کو تو کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا ۔ البتہ پہلو میں ایک کانٹا چبھا ہوا ضرور لگتا ہے ۔

جنگل اسے چھپنے کے مواقع مہیا کرتے ہیں ۔ اگرچہ ان جنگلوں کے آس پاس رہنے والے لوگوں کو بعض اوقات فوجی کارروائی کی وجہ سے اپنی رہائش گاہیں چھوڑنی پڑتی ہیں کہتے ہیں کہ تقریباً ۱۱ ہزار قبائلی لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر مہاجر کیمپوں میں پہنچ چکے ہیں ۔ ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ جن حالات میں سے ہمیں اپنے گھروں میں گزرنا پڑتا ہے وہ ناقابل برداشت ہو گئے ہیں اس سلسلے میں انہوں نے حکومت کو ایک درخواست بھی دی ہے ۔ خوراک کم ہوتی جا رہی ہے اور وبائی بیماریاں پھیلنے کے خطرے بڑھ رہے ہیں ۔ بعض فیملیاں اس بات کی خواہش کا اظہار کرتی ہیں کہ ہمیں اس بات سے تو کوئی غرض نہیں کہ حکمران کون ہے ۔ لیکن اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہمیں امن کی ضرورت ہے ۔ ہم بعض اوقات رات کے وقت سکول کی عمارت میں سوتے ہیں اور صبح ہمیں وہ عمارت بچوں کے لئے خالی کرنی پڑتی ہے ۔ ہمیں امن چاہیئے اور ہم اپنے گھروں میں چین کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں گولیوں بم اور ہیلی کاپٹروں کی آوازوں سے اپنی زندگی کو اجیرن نہیں بنانا چاہتے ۔

کورازون اکینو بھی کب آرام کی زندگی بسر کر رہی ہیں ۔ وہ بھی ہر وقت اس خطرے کے سایے میں زندگی گذار رہی ہیں کہ نہ جانے کب حکومت کا تختہ الٹنے کی ایک اور سازش سامنے آجائے یا سازشیوں کو موقعہ مل جائے کہ وہ حملے بھی کر سکیں اور اکینو اور اس کے ساتھیوں اور ملک کے دیگر باشندوں کے امن و امان کو تہہ و بالا کر دیں ۔

آنکھوں کے سامنے چوری

یہ لاہور کی بات ہے اور آج سے تقریباً ۵۰ سال پہلے کی ۔ احمدیہ بیت الذکر میں ایک دوست وضو کر رہے تھے ٹونٹیوں کے پاس ہی جوتیاں رکھنے کی جگہ تھی ۔ وہاں انہوں نے اپنے نئے بوٹ اتار کر رکھے ہوئے تھے اور اس بات سے مطمئن تھے کہ چونکہ وہ سامنے ہی پڑے ہیں ۔ اس لئے ان کے چوری ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں ۔ اتنی دیر میں ایک نوجوان آیا پہلے تو کچھ دیر وہ ان صاحب کی طرف ہمدردانہ نظروں سے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا کہ بھولے بادشاہو ! یہ نئے بوٹ یہاں اتار کر رکھ دئے ہیں ۔ وہ کہنے لگے تو اور کہاں رکھے جاتے ۔ یہی تو جوتیاں رکھنے کی جگہ ہے اور پھر یہ بھی میری نظروں کے سامنے انہیں کیا خطرہ ہے وہ کہنے لگا ۔ خطرہ تو خیر کوئی نہیں لیکن آپ نہیں جانتے لوگ بڑے استاد ہیں اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی دو انگلیوں سے آہستہ سے بوٹوں کو اٹھایا اور کہنے لگا کہ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ لوگ یوں آہستگی سے بوٹ اٹھا لیتے ہیں اور پھر آہستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہستہ چلنے لگتے ہیں۔ گویا کہ وہ بوٹ کہیں لے جا نہیں رہے وہ خود بھی وہیں ہیں اور بوٹ بھی وہیں رہیں گے اور یہ کہتے ہوئے وہ چار پانچ قدم بیرونی دروازے کی طرف چلا وہ صاحب اٹھے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے کیا کر رہے ہو۔ بوٹ لاکر واپس رکھو۔ اور یہ کہہ کر وہ خود اس سے بوٹ لینے کے لئے اٹھے جب اس نے دیکھا کہ وہ اٹھ کر اس کی طرف آرہے ہیں تو وہ بھاگ نکلا۔ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگے لیکن کچھ ہی دیر کے بعد وہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا۔ معلوم ہوتا ہے پاس ہی کسی گلی میں سے کسی اور طرف نکل گیا اور وہ بیچارے ہکا بکا واپس آکر پھر وضو کرنے لگے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ چوری نظروں کے پیچھے سے ہی نہیں ہوتی۔ لوگ سامنے سے بھی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اور بڑے پر فریب طریق سے چیز اٹھا لیتے ہیں اور پھر ہاتھ نہیں آتے۔

یہ شخص جس نے اس طرح بوٹ اٹھائے تھے یہ بعد میں زیر زمین کارروائیوں کا بادشاہ بھی کہلایا۔ نائیجیریا میں مولانا مبارک احمد ساقی اور میں پاکستانی ایمبیسی میں کسی کام سے گئے تو انتظار گاہ میں ہم نے ایک انگریزی زبان کا رسالہ دیکھا جو کراچی سے چھپتا تھا اس کے ایک صفحے کے درمیان میں اسی نوجوان کی تصویر تھی۔ میں یوں تو اسے پہچان نہ سکا لیکن ساقی صاحب کہنے لگے یہ تصویر دیکھیں۔ یہ اس شخص کی تصویر ہے جو بظاہر معذور ہے لیکن زیر زمین کارروائیوں کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ واقعی یہ اسی شخص کی تصویر تھی جس نے بوٹ نظروں کے سامنے اٹھاکر اڑا لئے تھے۔

امارت کی بے راہروی

اس میں کیا شک ہے کہ بہت غریب گھرانوں کے بچے عام طور پر غلط راستوں پر چل پڑتے ہیں اور معاشرے میں جرائم کا گراف اوپر کی طرف بڑھاتے کا باعث بنتے ہیں۔ خاص طور پر اگر ایک طرف غربت ہو اور دوسری طرف امارت غریب تو پہلے ہی اپنے آپ کو پستا ہوا محسوس کرتا ہے اور اگر ان کی آنکھوں کے سامنے چندھیا دینے والی دولت ہو تو وہ اور بھی اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں امریکہ ہی کو لیجئے وہ علاقے جو نہایت غریب لوگوں سے آباد ہیں۔ وہاں پر لوگوں کا چلنا پھرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ لندن میں میرے ایک کزن کہنے لگے کہ آپ نے بہت سے اچھے مقامات دیکھے ہیں۔ آج آپ کو وہ مقام دکھائیں گے جو یہاں کا سب سے خراب مقام کہا جا سکتا ہے۔ جہاں پر تقریباً ہر شخص مجرم ہے۔ ہر شخص مار دھاڑ کے لئے تیار ہے نشہ کرتا ہے۔ اور نشہ کرنے پر لوگوں کو مجبور کرتا ہے۔ یہ نہایت غریبوں کا علاقہ ہے۔

لیکن اس کے برعکس یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امیر گھرانوں کے نوجوان محض اپنا دل خوش کرنے کے لئے جرائم کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یہاں کسی خاتون کا پرس چھینا۔ وہاں کسی سے سودا لیا تو اس کی رقم دینے سے انکار کر دیا اور کہیں کلاشنکوف دکھا کر اپنے حسب منشا جو چاہا کر لیا۔

تو انسان کہاں جائے۔ بات یہ ہے کہ بہت زیادہ غربت بھی جرائم کی طرف مائل کر دیتی ہے اور بہت زیادہ امارت بھی اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے۔ وہ ان دونوں کے بیچوں بیچ پستا رہتا ہے۔

جاپان کے متعلق لوگوں کو کتنی خوش فہمی ہے کہ یہ کتنا امیر ملک ہے۔ ایجادات میں بہت آگے نکل رہا ہے۔ بلکہ دنیا کی مارکیٹ میں اتنا سامان بھیج رہا ہے کہ ان ملکوں کو جہاں اس کا سامان جاتا ہے۔ پریشانی لاحق ہو گئی ہے اور وہ ایک رنگ میں اس کی منتیں کرتے ہیں کہ اب مزید سامان نہ بھیجا جائے یا کم سامان بھیجا جائے۔ اب جاپان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس امارت کے نتیجے میں وہاں پر جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ماہرین نے تجزیہ کرنے کے بعد یہ رائے پیش کی ہے کہ زیادہ تر نوجوان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ نوجوان سوسائٹی کے ہر طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ۹۰ فی صد بچے مڈل کلاس سے آتے ہیں۔

جہاں تک بچوں کی بے راہ روی کا تعلق ہے۔ یہ جنگ عظیم دوئم سے تین دفعہ خاص طور پر اپنا مظاہرہ کر چکی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ۱۹۶۴ء میں اور ۱۹۸۳ء میں اور یہ وہ وقت تھے۔ جب ملک کی اقتصادیات نہایت مضبوط تھیں بلکہ مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی تھیں۔

آج کل زیادہ تر ایسی چیزیں چرائی جاتی ہیں جو بڑے سٹوروں پر ملتی ہیں اور ایسی قیمتی چیزیں جو پارک کی ہوئی گاڑیوں میں سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس سے پہلے زیادہ تر اشیائے خورد و نوش اور دوسری بعض قیمتی چیزیں چرائی جاتی تھیں۔ لیکن یہ آج سے دسیوں سال پہلے کی بات ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان چوروں کے معیار پہلے کی نسبت زیادہ بلند ہو گئے ہیں۔ گذشتہ سال جن بچوں سے اس سلسلے میں استفسار کیا گیا یا جنہیں پولیس نے گرفتار کیا۔ ان کی تعداد پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) تھی۔ ۱۹۸۳ء میں ۱۸۹۶۴ تھی۔ جہاں تک امریکہ میں بچوں کی بے راہ روی کا تعلق ہے۔ اس کی نسبت جاپان سے خاصی کم ہے۔

یہ بات سامنے آئی ہے کہ جہاں تک مجرموں کی کل تعداد کا تعلق ہے ان میں بچوں کی تعداد نسبتاً پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ ۵۷،۴ فی صد پکڑے جانے والے لوگ بچے تھے۔ کل تعداد ۴۴،۵۸۳ تھی جو ۱۹۹۰ء میں پکڑے گئے اور یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو وزارت انصاف نے پیش کئے ہیں۔ ان میں چھوٹے چھوٹے جرم کرنے والے بچوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ ان کے بہت سے جرائم تو ایسے ہیں جو کسی وقت خاص جذبے کے ماتحت عارضی بے راہ روی کے نتیجے میں ارتکاب پاتے ہیں۔ ان کی تو خیر کوئی بات نہیں لیکن جہاں تک بڑے جرائم کا تعلق ہے جن میں قتل، اغوا اور زنا بالجبر ہیں ان کی تعداد بڑھتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ ۱۹۸۹ء میں ٹوکیو میں ایک سکول گرل کو پہلے اغوا کیا گیا۔ پھر اس سے زیادتی کی گئی۔ اس کے بعد اسے ایک پٹرول کے ڈرم میں ڈال کر اوپر سے ریت اور سیمنٹ ڈال دیا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں میں بھی کس قسم کے سخت نوعیت کے جرائم واقع ہونے لگے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خاندانوں کا اپنے بچوں پر اب وہ اثر نہیں رہا جو پہلے تھا۔ یہ بچے سکول سے بھاگ جاتے اور تشدد آمیز جرائم میں پناہ لیتے ہیں۔ وزارت انصاف نے حال ہی میں ایک تجزیہ پیش کیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ۷۰ فی صد ایسے ہیں جنہوں نے پہلا جرم ۱۳ اور ۱۵ سال کی عمر میں کیا تھا اور ان میں سے جو کم از کم دو دفعہ پکڑے گئے وہ ایسے تھے جن کا پہلا جرم دس سال کی عمر میں سامنے آیا تھا۔ ۸۰ فی صد نوجوان یا بچے ایسے تھے جو یا تو مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے یا امیر گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے ۱۵ فی صد سے بھی کم والدین ایسے تھے جنہوں نے بے راہ رو بچوں کا صحیح معنوں میں تربیت کا کوئی انتظام کیا تھا۔ اس کے علاوہ باقی بچوں کے والدین نے صرف واجبی سی تربیت پر نظر رکھی۔

ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں میں لڑکیاں بھی شامل ہیں اور ان لڑکیوں میں سے ۸۰ فی صد لڑکیاں ایسی ہیں جن کو ان کے دوستوں نے بے راہ روی پر لگایا۔ زیادہ تر یہ بے راہ روی ان کی بلوغت سے بھی پہنچنے سے پہلے سامنے آئی۔ ان بچوں کو حراست میں لے کر حفاظتی مقامات پر رکھا جاتا ہے۔ ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے بیزار ہیں اور وہ انتہائی کمتری کے احساس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر نے یہ بھی کہا کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا دنیا میں کوئی نہیں کوئی شخص ہماری دیکھ بھال نہیں کرتا اور کسی کو ہماری کوئی پرواہ نہیں اس سارے تجزیے سے معلوم ہوا کہ جاپان میں جرائم غربت کا نتیجہ نہیں بلکہ امارت کا نتیجہ ہیں۔ جو گھرانے غربت سے درمیانی درجے میں آ گئے ہیں یا جو امیر گنے جاتے ہیں زیادہ تر ان گھروں کے بچے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور وہ اپنی زندگیوں کو اس طرح بسر کرتے ہیں گویا کسی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ جو چاہیں کریں اور جب وہ جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو انہیں احساس ہوتا ہے کہ ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ کسی نے انہیں روکا نہیں کسی نے انہیں ٹوکا نہیں۔ کسی نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں اور یہ امارت کے علاوہ اس بات کا بھی نتیجہ ہے کہ خاندانوں کو اب اپنے نوجوانوں پر اور خاص طور پر بچوں پر کوئی کنٹرول نہیں رہا۔

جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا سلطان محمود انور

اَجر کے دروازے کھولنے کیلئے ابتلاء آتے ہیں

مولانا سلطان محمود انور صاحب کے خطبہ جمعہ ۹ نومبر ۱۹۹۰ء کا خلاصہ

ربوہ ۔ ۹ نومبر آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ دیتے ہوئے ابتلاء کے فلسفے پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو ابتلاؤں میں ثابت قدم اور راضی برضا رہنے کی تلقین فرمائی۔

آج مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور اطفال الاحمدیہ کے علاوہ لجنہ اماء اللہ پاکستان اور ناصرات الاحمدیہ کے اجتماعات کا آغاز ہونا تھا اور پاکستان کے کونے کونے سے ہزاروں احمدی مرد اور خواتین بچے اور بچیاں اپنے مذہبی اجتماع میں شرکت کے لئے پہنچ چکے تھے۔

مولانا سلطان محمود انور صاحب نے خطبہ جمعہ کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ آج خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اجتماعات کا آغاز ہونا تھا۔ ضلعی انتظامیہ نے ان اجتماعات کے انعقاد کے لئے باقاعدہ تحریری اجازت دی تھی۔ چنانچہ پاکستان بھر میں خدام و لجنات کو جہاں یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ اجتماعات کی اجازت مل گئی ہے دو طرح کے ردِ عمل تھے۔ ایک تو یہ کہ ہر احمدی کے دل میں اجازت ملنے پر احسان مندی اور خیر خواہی کے جذبات تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں موجزن تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت احمدیہ اپنے خمیر کے لحاظ سے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے والی ہے۔ دوسرا ردِ عمل یہ تھا کہ چونکہ یہ اجتماع کئی سال کے بعد منعقد ہونے کی اجازت ملی تھی اس لئے ملک کے کونے کونے میں یہ خیال تھا کہ اس اجتماع میں ضرور شامل ہوا جائے۔ چنانچہ مرد و زن ہزاروں کی تعداد میں ملک کے گوشے گوشے سے تشریف لے آئے۔

مولانا نے کہا کہ اب سے تھوڑی دیر قبل حکومت نے ان اجتماعات کی اجازت واپس لے لی ہے۔ لہٰذا اب یہ اجتماع منعقد نہیں ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ حکومت کے مصالح اپنی جگہ پر لیکن ہر احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امر پر کامل یقین رکھتا ہے۔ کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے لگایا ہوا پودا ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سو سال میں ہمارے ایمانوں کو اس لحاظ سے تقویت حاصل ہوتی رہی ہے کہ کبھی بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں حاصل نہ ہوئی ہو اور ہر احمدی اس یقینِ محکم پر قائم ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف غیر اللہ کے منصوبے کبھی کامیاب نہ ہونگے

مولانا نے کہا کہ ہم اس بات پر قائم ہیں کہ ہمارا خدا ہر بات پر قادر ہے اس کے منصوبوں میں کبھی کوئی کمزوری یا خامی نہیں ہوتی۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے پیمانے اپنی سوچ کے مطابق نہ بنائیں بلکہ اس کی قدرت کے مطابق اپنی سوچ بدلیں۔ جب ہم ایسا کر لیں گے تو پھر کوئی ابتلاء ہمارے لئے ابتلاء نہیں رہے گا۔

مولانا نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کبھی ظاہری بھلائی کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی ظاہر میں ابتلاء ہوتا ہے مگر اس کے باطن میں اس کی رحمت چھپی ہوتی ہے اس لئے انسان کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہر رنگ میں اس کی رحمت کے گیت گائے اور کبھی غیر اللہ کے آستانے پر نہ جھکے۔ ہمیں چاہیئے کہ کوئی امتحان یا ابتلا ہو ہم اس میں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھانپنے والے ہوں۔

مولانا نے کہا کہ جس رنگ میں بھی خدا کی قدرت ظاہر ہو ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کے نتائج پر نظر رکھیں۔ خدا تعالیٰ نے سب کی کارروائیوں کے لئے میدان کھلا چھوڑا ہوا ہے مگر ہر کارروائی کا نتیجہ نکالنے کا کام اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے اس لئے اس یقین پر قائم رہیں کہ حالات کچھ بھی ہوں نقصان کا دن احمدیت کے لئے کبھی نہیں آئے گا۔ اس کے مقدر میں ہر دن ترقی کرنا بڑھنا اور پھیلنا لکھا ہے۔ ہمارے لئے شر کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ ان کو خیر میں بدل دیتا ہے۔ اس لئے غم اور مایوسی کبھی ہمارے قریب بھی نہیں آ سکتی۔

مولانا صاحب موصوف نے بتایا کہ جب ہمارے محبوب امام ہمیں جدائی کا دکھ دے کر یہاں سے تشریف لے گئے تو ہم میں سے کون تھا جو خوش ہو سکتا تھا لیکن حضور کے لندن تشریف لے جانے کے جو نتائج سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لندن تشریف لے جانا بے انتہا برکتوں اور رحمتوں کا سبب بنا ہے مولانا نے کہا کہ ہمارے لئے حضور انور کی واپسی کا دن بھی ضرور آئے گا اس لئے اس دن کے انتظار میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل میلا نہ کریں۔ یہ ابتلاء ہمارے صبر کے نتیجے میں اجر کے دروازے کھولنے کے لئے آتے ہیں۔

مولانا نے کہا کہ جماعت احمدیہ دنیا کی خوش قسمت ترین جماعت ہے کہ غیر اللہ کے سارے راستے اس کے اوپر خود بخود بند کر دیئے گئے ہیں۔

ہر صورت میں غم ہو یا خوشی، ہماری نگاہ اللہ کی طرف اٹھنی چاہیئے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"۔

مولانا نے کہا کہ ابتلاء کے ان ایام میں جب کہ ہماری زبان بھی بند ہے ہمیں یہ چاہیئے کہ ہم اہل وطن اور اہل دنیا کے ساتھ محبت کے طریقوں میں پہلے سے کہیں بڑھ جائیں ہماری زبانیں بند بھی ہوں تو ہماری شرافت اور معصومیت غیروں کے دلوں پر اثر کرے۔ اور ہم ہمیشہ اپنے ہم وطنوں کے لئے خیر اور محبت کے طالب ہوں۔

مولانا موصوف نے اجتماعات میں شریک ہونے کے لئے آنے والوں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ ثواب کی جس نیت سے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں رتی بھر بھی کمی نہیں کرے گا۔ آپ کے یہاں آنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی جھولیاں ثواب سے بھر چکا ہے۔

مولانا نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بابرکت زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیان میں مخالفوں نے آپ کی آواز کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ان گلیوں کی ناکہ بندی کر دی جو آپ کے گھر کی طرف جاتی تھیں لیکن اس سے کیا وہ آواز رک گئی۔ ہرگز نہیں۔ آج وہ آواز دنیا کے ۱۲۴ ملکوں میں گونج رہی ہے اور آج جو واقعہ ہوا ہے جب ہم یہ بات اپنے دوستوں اور عزیزوں سے کریں گے تو ہماری آواز ۱۲۴ ملکوں میں سنی جائے گی

مولانا نے کہا "ہم نے سب سے بڑی طاقت کے دروازے پر اپنے آپ کو ڈالا ہے۔ ہم کسی کمزور کے دروازے پر کیوں جائیں"۔

مولانا نے نوجوانوں کو خصوصیت سے تلقین فرمائی۔ خدا کے آستانے پر جھکیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے جماعت کے وقار اور عزت کو ٹھیس پہنچ سکتی ہو۔

مولانا نے کہا کہ ہماری قربانیوں کا پھل کاٹنے کا وقت آ رہا ہے اور ایسے وقت کوئی شخص اپنی فصل کو ضائع کرنے کی غلطی نہیں کر سکتا۔

یاد رفتگان ____ محمد بشیر طارق
ربوہ

قاری محمد امین صاحب

خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے میرے والد محترم قاری محمد امین صاحب کو ایک طویل عرصہ تک مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا اس لحاظ سے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور یوں ان کی وفات کا صدمہ بھی اسی نسبت سے محسوس کیا گیا۔ جماعتی اخوت کی درخشندہ روایات کے عین مطابق صدر صاحب حلقہ، زعیم خدام الاحمدیہ اور تمام اہل محلہ نے ہر طرح سے ہماری مدد اور دلجوئی فرمائی اور ہمارے غم کو ہلکا کیا۔ خدا تعالیٰ ان کو اس نیکی اور احسان کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اس موقعہ پر سب احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ محترم والد صاحب کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں نیز ہماری والدہ صاحبہ کے لئے بھی دعا کریں کہ اس ضعیف العمری میں خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور ہم سب بہن بھائی محترم والد صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انکی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے والے ہوں۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
____ مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید احمد چوہدری ۔ لندن

۱۹۹۰ء میں نوبل انعامات حاصل کرنیوالے

امن پرائز

امسال امن کا نوبل ایوارڈ روسی لیڈر میخائل گورباچوف کو ملا۔ اس میں شک نہیں صدر گورباچوف اس صدی کے مدبر اور دور اندیش سیاسی لیڈر ہیں۔ جنہوں نے مغربی دنیا کے سیاسی لیڈروں کو اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ تخفیف اسلحہ کی کانفرنسوں میں انہوں نے امریکن لیڈروں کو مات دی۔ دونوں جرمنیوں کو متحد کرنے میں بڑی حد تک انہوں نے دور اندیشی سے کام لیا اور دیوار برلن ٹوٹ گئی۔ روس کے اندر بھی کئی ایک اصلاحات گورباچوف کی دیانتدارانہ سیاست کے طفیل کی جارہی ہیں۔ سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ملکوں میں حالیہ دنوں میں ہونے والی تبدیلیوں سے بین الاقوامی تنازعوں اور چپقلشوں میں کمی آئی ہے۔ جس سے کہ گورباچوف کی ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے ان کو اس سال نوبل امن پرائز کا حقدار قرار دیا گیا۔

علم طبیعات پرائز

علم طبیعات میں اعلیٰ کارکردگی پر امسال تین سائنسدانوں کو نوبل پرائز کا حقدار قرار دیا گیا۔ جیروم فریڈمین (JEROME FRIED-MAN) جن کی عمر ۶۰ سال ہے اور ہنری کینڈل (HENRY KENDALL) جو ۶۳ سالہ ہیں۔ دونوں MASSACHUSETTS کے انسٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں پروفیسر ہیں۔ ان کے تیسرے ساتھی رچرڈ ٹیلر (RICHARD - TAYLOR) کیلیفورنیا میں سٹین فورڈ (STAN-FORD) یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان کی عمر بھی ۶۰ سال بتائی جاتی ہے۔ ان تینوں نے ایٹم کی ساخت پر مختلف تجربات کئے اور دریافت کیا کہ ایٹم کے مرکز میں واقع NUCLEUS کی بناوٹ میں پروٹون اور نیوٹرون کے علاوہ چند اور ذرات کی تہہ بھی موجود ہے۔ انہوں نے ان سائنسی تجربات کا سلسلہ ۱۹۶۷ء سے شروع کیا تھا۔ ان کے تجربات سے اس بات کا قوی امکان ثابت ہوتا ہے کہ ایٹم کے اندر (KUARKS) کوارکس موجود ہیں۔ کوارکس سائنسدانوں کی اصطلاح میں ان مفروضہ ذرات کو کہتے ہیں جو تمام چیزوں کے مفردات (ELEMENTS) میں پائے جاتے ہیں۔

نیوکلیئر فزکس کے ان تجربات کو اس ریسرچ ٹیم نے لارڈ ردرفورڈ (RUTHE-R FORD) کے ان تجربات کی طرز پر کیا جو اس نے آج سے تقریباً ۶۰ سال پیشتر مانچسٹر یونیورسٹی انگلستان میں کئے تھے اور جس میں اس نے نہایت تیز رفتار الیکٹرون (ELECTRON) دھات کی بنی ہوئی باریک FOIL پر برسائے تھے اور مشاہدہ کیا تھا کہ اکثر الیکٹرون ایٹم کے اندر سے سیدھے پار ہوجاتے ہیں جیسے خلا میں سے گزر رہے ہوں مگر چند ایک جو ایٹم کے مرکز کی طرف گئے کسی چیز سے ٹکرا کر واپس آگئے۔ اس سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ایٹم کا زیادہ تر حصہ خالی ہے مگر درمیان میں چند ٹھوس ذرات موجود ہیں۔ اس درمیانی حصہ کو NUCLEUS کا نام دیا گیا۔ سائنس کے میدان میں یہ ایک بہت بڑی دریافت تھی۔ بعد کی ریسرچ سے معلوم ہوا کہ نیوکلس دو مختلف چیزوں سے بنا ہوا ہے جن میں سے ایک کو پروٹون (PROTON) کہا گیا اور دوسرے کو نیوٹران (NEUTRON)

نوبل پرائز جیتنے والے ان سائنسدانوں نے اسی قسم کے تجربات کئے اور باریک بینی سے کام لیتے ہوئے انتہائی تیز رفتار الیکٹرون کو ہائیڈروجن ایٹم کے مرکز میں پھینکا جو مرکز میں واقع پروٹون سے ٹکرائے۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ کئی زاویوں سے پھینکے جانے والے الیکٹرون کے ٹکرانے کی وجہ سے پروٹون پہلے سے زیادہ ضخیم نظر آنے لگا ہے۔ نیز یہ بھی مشاہدہ کیا کہ کبھی کبھار یہ الیکٹرون تیکھے اندرونی اجزا سے ٹکرا کر واپس آجاتے ہیں۔ مزید تجربات نے ثابت کر دیا کہ یہ اندرونی اجزاء بعینہٖ کوارکس کی طرح حرکات کرتے ہیں۔ علم طبیعات کے اس ایوارڈ کی مالیت ۴ ملین سویڈش کرونے ہیں جس میں تینوں سائنسدان حصہ دار ہوں گے۔

علم کیمیا

علم کیمیا میں ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ایلیا جیمز کوری ELIAS JAMES - COREY جن کی عمر ۶۲ سال ہے کو چنا گیا۔ پروفیسر کوری نے اپنے تجربات کے ذریعہ MOLECULE بنانے کے نت نئے طریقے ایجاد کئے ان میں سے چند ایک تو نہایت اہم اور مفید ہیں۔ اس دریافت کی وجہ سے کیمیا دانوں (CHEMISTS) نے ایسے مرکبات تیار کئے جو نباتات اور جانداروں میں انتہائی قلیل مقدار میں موجود ہوتے ہیں اور جن کو تیار کرنا ناممکنات میں سمجھا جاتا تھا۔ پروفیسر کوری کی اس دریافت کے بعد ان مرکبات کی تیاری بڑے پیمانہ پر شروع ہوگئی۔ پروفیسر کوری نے یک صد کے لگ بھگ پراڈکٹس تیار کیں جن میں سے ایک PRO STAGLANDINS کہلاتی ہے جو بالکل ہارمونز (HARMONS) کی طرح کام کرتی ہے۔

لجنہ کالم

تعلیم کی باتیں

لاہور کالج برائے خواتین کی پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ متین سے شہباز منو نے پوچھا آپ گذشتہ ۲۷ برس سے ٹیچنگ میں ہیں اور اب گذشتہ پانچ برس سے بطور پرنسپل فرائض ادا کر رہی ہیں، کیا آپ اس پروفیشن میں اور بطور ایڈمنسٹریٹر اپنے آپ کو مطمئن پاتی ہیں۔

محترمہ پرنسپل صاحبہ نے جواب دیا میں مکمل طور پر مطمئن نہیں کیونکہ آئیڈیل صورت حال دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتی۔ آج سے پانچ چھ سال پہلے جب میں پڑھاتی تھی اور ایڈمنسٹریشن میں آنے سے پہلے اپنے آپ کو بہت مطمئن پاتی تھی۔ جو کچھ پڑھاتی تھی وہی نتائج میرے سامنے آتے تھے۔ اور اپنی طالبات کی پوزیشن دیکھ کر بہت خوش ہوتی تھی۔ لیکن پرنسپل بننے کے بعد بہت سارے دباؤ ہیں جن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کئی کام مرضی کے خلاف کرنے پڑتے ہیں۔ لوگ تو میرے کام سے مطمئن ہیں لیکن میں نہیں۔ اگرچہ میں بہت کم دباؤ برداشت کرتی ہوں لیکن اس سے میری صحت اور ذہن پر بہت اثر پڑتا ہے جب سے حکومت نے داخلوں کی پالیسی بنائی ہے اسکی وجہ سے ہمیں کافی سکون ہے۔ اگرچہ لوگ آتے ہیں سفارشیں آتی ہیں۔ لیکن جب ہم پالیسی کے بارے میں بتلاتے ہیں تو اکثر تو چلے جاتے ہیں۔ کچھ پھر بھی ہمیں تنگ کرتے رہتے ہیں۔

سعدیہ نے محترمہ پرنسپل صاحبہ سے پوچھا: سٹوڈنٹس سے کوئی گلہ شکوہ ہے آپکو؟ تو انہوں نے فرمایا ایک ہی گلہ ہے کہ ہم جو کہتے ہیں ہماری بات نہیں مانتے۔ اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ہم نے لڑکیوں کے اصرار پر انہیں یہ اجازت دی تھی کہ وہ جمعرات کے روز بے شک یونیفارم نہیں پہنیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس رعائت سے اکثر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور پراکٹوریل بورڈ ہر روز لڑکیوں کو پکڑتا ہے یونیفارم کا مطلب ہے کہ آپ مکمل طور پر یونیفارم میں ہوں حتیٰ کہ دوپٹہ اور جوتے تک یونیفارم کے مطابق ہونے چاہئیں۔ یونیفارم بھی نہیں پہنا اور اس بات کی توقع بھی کرنا کہ پرنسپل کچھ نہ کہے یہ درست رویہ نہیں۔ میں اپنی اساتذہ کا احترام کرتی تھی کہ وہ جب تک کلاس روم سے باہر نہ چلی جائیں میں یا ہمارے دور کی لڑکیاں کلاس روم میں بیٹھی رہتی تھیں اب ٹیچرز ابھی پیریڈ کے ختم ہونے پر کلاس میں کھڑا ہوتا ہے اور لڑکیاں جانے لگتی ہیں ٹیچر کی عزت اس سے ڈر کر نہیں کرنی چاہئیے بلکہ اسکے احترام کی بنا پر کرنی چاہیئے۔ اور استاد کی عزت اسکے منہ پر نہیں اس کی غیر موجودگی میں کرنی چاہیئے۔

جب ان سے کہا گیا کہ یہ تو استاد پر منحصر ہے کہ وہ اپنی عزت کراتا ہے یا نہیں تو پرنسپل صاحبہ نے کہا: میں بھی تو کہہ رہی ہوں کہ استاد کو عزت کرانی چاہیئے۔ لیکن ایک بات تو ہے کہ ٹیچر آپ سے عمر میں کالج اور ڈگری کے اعتبار سے بھی بڑا ہوتا ہے اسکا احترام سٹوڈنٹس پر لازم ہے کہ آجکل کے اکثر سٹوڈنٹس میں استاد سے بات تک کرنے کے آداب نہیں۔ اپنی ٹیچر کے سامنے لڑکیاں بالکل ڈھیلے انداز میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ اگر کوٹ پہنا ہو تو جیب میں اور منہ میں چیونگم چبا چبا کر بات کرتی ہیں یہ کوئی انداز نہیں آج کی لڑکیاں تو اپنی ٹیچر سے خواہ مخواہ بحث کرتی ہیں اور بعض مرتبہ الجھنے کی کوشش کرتی ہیں اگر کوئی لڑکیوں کو انکی حرکات پر منع کرے تو کہتی ہیں کہ پرنسپل بہت ظالم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ ابھی چند روز قبل میں نے لڑکیوں کو کسی بات پر منع کیا اور گراؤنڈ میں ایک جگہ کھڑی تھی کہ کچھ لڑکیاں کہہ رہی تھیں کہ بشریٰ متین بڑی ظالم ہے۔ اور میں پیچھے کھڑی تھی۔ آج کی سٹوڈنٹس تو کسی قسم کا جائز دباؤ یا جائز بات کو بھی برداشت نہیں کرتے سٹوڈنٹس میں اخلاقی اقدار کی کمی کے ذمہ دار والدین، اساتذہ اور سٹوڈنٹس خود بھی ہیں۔ لڑکیاں کلاسوں میں نہیں جاتیں اور اسکی کوئی وجہ بھی نہیں ہوتی۔ اور والدین بھی بعض اوقات اپنی بچیوں کا دفاع کرتے ہیں۔ اور اُستاد کو جھوٹا کرنیکی کوشش کرنے میں غلطی پر بھی ۹۰ فی صد والدین اپنے بچوں کو سپورٹ کرتے ہیں۔

محترمہ بشریٰ متین صاحبہ نے انگلستان سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی اس سلسلے میں آپ کہتی ہیں: میں جب انگلستان پڑھنے گئی تو میں یہ سمجھتی تھی کہ میرا نالج بڑا اپ ٹو ڈیٹ اور سائنس کے مضامین کے بارے میں مجھے بہت پتہ ہے۔ لیکن جب میرا انٹرویو کیا میرے استاد نے تو انہوں نے ایسے الفاظ بولے جو میں نے کبھی نہیں سُنے تھے۔ میں حیران رہ گئی کہ سائنس میں کونسے الفاظ ہیں۔ میں اسکا منہ دیکھوں کہ یہ کیمسٹری کی کونسی ٹیکنیک ہے۔ جن کا یہ ذکر کر رہا ہے۔ انہوں نے مجھے ۱۵ پرچے دیئے کہ بتائیں کہ آپ کس میں ریسرچ کرینگی۔ ہر پرچے کو پڑھنے کو چار گھنٹے لگے۔ انگلستان میں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی بڑے کم عمر کے لوگ ہیں۔ ۲۲۔ ۲۳ سال کی عمر میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر لیتے ہیں۔ میں جب گئی تو میری عمر ۳۰ سال تھی تو میں نے وہاں بی۔ ایس۔ سی کی کلاس میں جاکر اپنے نالج کو بہتر کیا حالانکہ میں یہاں سے ایم۔ ایس سی کر کے گئی تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سلیبس کے اعتبار سے ہم کہاں پر ہیں۔ البتہ اب کچھ نہ کچھ جدید علم سیکھ رہے ہیں۔ ہمارے وسائل کافی محدود ہیں لیکن اسکے باوجود ہماری آؤٹ پٹ بہت اچھی ہے ہمارا کوئی طالب علم باہر جاکر بغیر ڈگری کے نہیں آتا۔ ہمیشہ ڈگری لے کر آتا ہے۔ ہمارے سٹوڈنٹس محنتی ضرور ہیں۔

ایک اور بات جس کی آپ نے وضاحت کی وہ امتحانات ہیں۔ آپ نے فرمایا میں یہاں ایک اور بات کی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ ہمارے ہاں امتحانات کا طریقہ کار بہت غلط اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ اگر ایک لڑکی کمرۂ امتحان میں کسی وجہ سے گھبرا جاتی ہے اور امتحان صحیح طور پر نہیں دے سکتی چاہے وہ کالج میں پورا سال لگاتار پڑھائی کرتی رہی ہو۔ ہر ٹسٹ میں اور ہر پروموشن ٹسٹ میں اچھے نمبر لیتے ہوں لیکن اسکی دو سال کی کارکردگی کا امتحان صرف تین گھنٹے میں لینا میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہم انکی دو سال کی گریڈنگ بھیجتے ہیں لیکن اس کارکردگی پر ایف۔ ایس۔ سی یا بی۔ اے کی ڈگری نہیں جاری ہو سکتی۔ ڈگری حاصل کرنے کیلئے آپ کو امتحان دینا اور اسکا پاس کرنا ضروری ہے ویسے میرا خیال ہے کہ ہر کالج کا اپنا امتحان لینے کا طریقہ کار بورڈ اور یونیورسٹی سے کئی گنا بہتر ہوتا ہے۔ حمیرا نے کہا: میرے خیال میں ہمارے پرچے صرف ان اساتذہ کے پاس جانے چاہئیں جو ہمیں پڑھاتے رہے ہوں اسطرح وہ بہتر انداز میں پرچہ چیک کرینگے۔ پرنسپل صاحبہ نے کہا آپ کی بات میں اتنا وزن نہیں۔ ہم نے آپکی شخصیت دیکھ کر نمبر نہیں دینے بلکہ جو مواد آپ نے لکھا ہے اسکو مدنظر رکھ کر نمبر دینے ہیں۔

صدف نے کہا: ہمارے امتحان کا طریقہ کار بہت فرسودہ ہے آپ پچھلے ۵ برس کے پرچے سامنے رکھ کر تیاری اور گیس لگا سکتے ہیں۔

پرنسپل صاحبہ نے جواب دیا اس طریقہ کار کو ہم تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور جو استاد آپ کو پچھلے برسوں کے پرچے حل کرنے کو کہتی ہے وہ آپکی بھلائی کی خاطر آپکو ایسا مشورہ دیتی ہے۔ اگر ایجوکیشن پالیسی میں ماہرین تعلیم کو شامل کیا جائے تو پالیسی بہتر بنائی جا سکتی ہے۔ کیمرج کے آپ پرچے اٹھا کر دیکھیں وہاں شائد پچاس برس میں کوئی سوال دوبارہ آیا ہو۔

واصف ناگی نے کہا: آپ نے انگلستان سے بھی تعلیم حاصل کی کیا آپکو باہر ملازمت کا موقعہ ملا تو آپ باہر جائیں گی۔

پرنسپل صاحبہ نے کہا کہ میں جب انگلستان میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہی تھی تو مجھے جدہ کے میڈیکل کالج میں ملازمت کی آفر ہوئی تھی اور تنخواہ بھی انگریز اساتذہ کے مطابق دینے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن میں نے کہا کہ میں اپنے ملک واپس جاؤنگی کیونکہ اس ملک کیوجہ سے میں اس مقام تک پہنچی ہوں۔ اور میرے ملک کو میری ضرورت ہے۔ اب بھی اگر کبھی کوئی آفر آئے تو تب بھی میں پاکستان میں رہونگی۔

(روزنامہ جنگ)

جو چیز تمہیں شک میں ڈالے (یعنی یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ یہ جائز ہے یا ناجائز) اسے چھوڑ دو اور اُسے اختیار کرو جس کے بارہ میں کوئی شک نہیں۔ یقیناً صدق دل کے ایمان کا باعث ہے اور باطل سے دل میں تردد اور شک پیدا ہوتا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری نذیر احمد رشید صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔ اپنے عزیزوں سے ملنے جرمنی گئے تھے۔ وہاں صحت کی خرابی کی وجہ سے مورخہ ۶ نومبر ۱۹۹۰ء کو فوت ہو گئے۔ ان کی میت ۱۱ نومبر کو ربوہ پہنچی۔ بعد نماز عصر بیت المبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین ہوئی جہاں مکرم محمد اسلم صاحب شاد پرائیویٹ سیکرٹری نے دعا کرائی۔

احباب جماعت درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے اور ان کے ورثا کو صبر کی توفیق دے۔

اعلان دار القضاء

(محمد شفیع صاحب وغیرہ بابت ترکہ مہر احمد صاحب)

"مکرم محمد شفیع صاحب وغیرہ بمقام چاہ لڈیانہ ڈاکخانہ چنڈ بھروانہ ضلع جھنگ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مہر احمد صاحب ولد عنایت صاحب وفات پاچکے ہیں۔ لہذا ان کا پلاٹ ۴۲/۲۹ دار الرحمت شرقی ربوہ ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔

۱۔ محمد شفیع صاحب (بیٹا)
۲۔ غلام فاطمہ صاحبہ (بیٹی)
۳۔ نور بھری صاحبہ (")

لہذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔"

(ناظم دار القضاء ربوہ)

مربیان و معلمین کرام توجہ فرمائیں

تحریک جدید کے ضمن میں ایک تربیتی مضمون شائع کروایا گیا ہے۔ (جس کے ساتھ دو آئمہ کرام کی تصاویر بھی ہیں) وہ مربیان و معلمین کرام کو بھجوایا جا رہا ہے اگر کسی مربی/معلم صاحب کو تاحال نہ ملا ہو تو وہ دفتر ہذا کو ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا سکتے ہیں۔

وکیل المال اول تحریک جدید

ضرورت ہے

تعلیم و تربیت کے لئے ہمیں چند پروجیکٹرز کی ضرورت ہے۔ خواہ ہاتھ سے چلانے والے ہوں یا آٹو میٹک۔ پرانے یا نئے۔ قیمت حسب منشا ادا کی جائے گی۔

فوری رابطہ کے لئے
محمد اسماعیل منیر
سیکرٹری حدیقۃ المبشرین۔ ربوہ فون ۵۹۰
یا تحریک جدید کوارٹر ۸۶۔ ربوہ

اسامیاں خالی ہیں

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔ مرکز سلسلہ میں رہ کر خدمت سلسلہ کرنے والے خواہش مند احباب مستورات مورخہ ۱۹ نومبر بروز پیر بوقت بارہ بجے اپنے اصل کاغذات اور فوٹو کاپیوں کے ساتھ زیر دستخطی سے بالمشافہ ملیں۔ درخواستیں مقامی جماعت کے صدر یا امیر کی تصدیق کے ساتھ پیش کی جائیں۔

میٹرن ـــــــ ۱، آسامی
گریڈ ۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶
سٹاف نرسز/میل نرسز ـــــــ ۴، آسامیاں
گریڈ ۹۸۰ - ۴۹ - ۱۹۶۰
سٹوڈنٹ نرسز/میل/فی میل ـــــــ ۳۶۰، روپے ماہوار وظیفہ بالمقطع

(ایڈمنسٹریٹر)

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راجہ مبارک احمد صاحب قائد ڈرگ روڈ کراچی ابن مکرم راجہ ناصر احمد صاحب کو ۲۴، ستمبر ۹۰ء کو بیٹا عطا کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "قاصد احمد" نام عطا کیا ہے۔ نومولود شیخ عبد الحکیم صاحب آف اوکاڑہ کا نواسہ ہے

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم القرآن

قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

" اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا؟ "

(خطبہ جمعہ الفضل ۳ رفروری ۶۶ء)

نیز فرمایا:۔

" ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں اور پھر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں کہ قرآن کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ "

(خطبہ جمعہ الفضل ۳ رفروری ۶۶ء)

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں تمام احمدی والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں یہ آپ کی احسان شناسی ہو گی۔

اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ ہمارے سامنے سیدنا حضرت فضلِ عمر کا نمونہ موجود ہے۔ حضور کے چندے میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

نرینہ اولاد سے محروم۔ بے اولاد۔ اٹھراء۔ سوکھا۔ گرمی۔ گیس کا علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

زیر نگرانی

حکیم عبدالحمید اعوان

ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ فون ۷۸۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۔۴۳۱

برانچیں

ربوہ :۔ اقصیٰ چوک نزد ویٹر بکس

ملتان :۔ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ

چوک قلعہ کالروالہ :۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

کراچی :۔ محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کے لئے انتظام کیساتھ

خبریں

ملکی خبریں

○ پنجاب کی ۲۰ رکنی کابینہ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جنمیں سے ۱۸ ارکان نے حلف اٹھا لیا۔ اسکے علاوہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب کے ۱۱ مشیروں کا بھی تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔

○ پٹرول لانے لیجانے والے ٹینکروں نے اپنے کرائے میں اضافے کیلئے ہڑتال کر دی ہے۔ وفاقی وزیر پٹرولیم نے کہا ہے کہ باربرداری اور پٹرولیم کے نرخ چند روز تک بڑھا دیئے جائیں گے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ حکومت کو بلیک میل کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔

○ وفاقی وزیر پٹرولیم نے کہا ہے کہ اگر عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں کم ہوئیں تو ہم بھی تیل کی قیمت پر نظر ثانی کریں گے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی نے اگر کابینہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تو اسے شامل کر لیا جائے گا۔

○ بلوچستان اسمبلی ٹوٹنے کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ میر تاج محمد جمالی کو مخلوط حکومت کا سربراہ منتخب کر لینے کا واضح امکان پیدا ہو گیا ہے

○ سیمنٹ کی فی بوری قیمت ۔/۱۲۰ روپے مقرر کر دی گئی ہے۔ تاہم ریلوے کا کرایہ اور گیس و بجلی کے نرخ بڑھنے کی صورت میں اسمیں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔

○ سوڈان کے صدر احمد حسن البشیر دو روزہ دورے پر پاکستان پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ وہ صدر اسحاق سے اہم مسائل پر مذاکرات کریں گے۔

○ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان پہلے پانچ روزہ کرکٹ ٹیسٹ میچ کے دوسرے دن پاکستان نے تین وکٹوں پر ۱۷۱ رنز بنالئے سلیم ملک اور شعیب محمد نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ویسٹ انڈیز پہلی اننگز میں ۲۶۱ رنز بنا کر آؤٹ ہوئی۔

○ وزیرِ اعظم نواز شریف سارک سربراہ کانفرنس میں شرکت کے لئے منگل کو مالدیپ جائیں گے

○ مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ کو سپریم کورٹ کا قائمقام چیف جسٹس مقرر کیا گیا ہے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی جائے گی

غیر ملکی خبریں

○ بی بی سی نے کہا ہے روس کی اندرونی صورتِ حال خلفشار کے اس درجے پر پہنچ چکی ہے کہ ملک میں فوجی انقلاب کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ خیال ہے کہ صدر گورباچوف اپنی پالیسیوں کے مخالف سینئر فوجی کمانڈروں کو برطرف کر دیں گے۔ مسٹر گورباچوف نے سیاسی اور فوجی قیادت دونوں میں دس دن کے اندر اندر اہم تبدیلیوں کا اعلان کر دیا ہے۔ عوام میں مقبول افراد کو حکومت میں شامل کیا جائے گا۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے خلیج میں جنگ کا واضح امکان دیکھتے ہوئے کویت کو خالی کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ ان کی طرف سے غیر مشروط مذاکرات کی پیشکش کی گئی ہے۔ روسی ایلچی نے کہا ہے کہ صدام حسین کی سوچ خاصی حقیقت پسندانہ ہو گئی ہے۔

○ خلیج کے علاقے میں اگر اقوام متحدہ کی فوج تعینات کی گئی تو پاکستان اسمیں بھارتی بحری جہازوں کی زبردست مخالفت کرے گا۔ خلیج کی صورتِ حال یہ ہے کہ وہاں کسی بھی لمحے کچھ ہو سکتا ہے۔

○ مصر کی مشہور عالم جامع الازہر کے شیخ الجامعہ نے فتویٰ دیا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کی جدوجہد شرعی جہاد ہے۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ ان کی جدوجہد آزادی میں ان کی مدد کی جائے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں پر بھارتی مظالم کے خلاف ہڑتال کی گئی۔ تمام کاروبار بند رہا۔ واضح رہے کہ ڈیڑھ ہزار سرکاری ملازموں کی ہڑتال کے دو ماہ پورے ہو گئے ہیں۔